قرآن اور رویتِ ھلال کے احکام۔ حصہ سوئم

"قرآن اور سنت کے واضح احکامات کے مطابق مقامی رویتِ ھلال ہی مہینہ شروع کرنے کا واحد درست طریقہ ہے"

کیلنڈر سے متعلق مدنی آیت (آیت نمبر ۲:۱۸۹):

یہ آیت مدینے میں نازل ہوئی جب کہ مدینے میں اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی جا چکی تھی۔ نیز مدینے کے مسلمانوں کو مکہ والے حج کے لئے آنے سے روک رہے تھے۔اس صورتِ حال میں حج کے موقع پر سردارانِ مکہ اپنے کیلنڈر میں جو کبیشہ اور نسی کی خرابی ایجاد کرتے تھے،ان خرابیوں کا کوئی بھی اثر مدینے والوں پر نہیں ہو رہا تھا۔ان کا اپنا کیلنڈر درست طور پر چل رہا تھا۔لہٰذا مکی آیات کی طرح اس ابتدائی دور کی مدنی آیت میں بھی کیلنڈر کی اصلاح کے لئے کوئی حکم نہیں ہے۔بلکہ وہاں کے لوگ مقامی طور پر قدرت میں نمودار ہونے والی جن علامات سے اپنا کیلنڈر چلا رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن علامات سے کیلنڈر چلانے کو بالواسطہ طور پر درست قرار دیا ہے۔اس لحاظ سے اس آیت کا مطالعہ آج رویتِ ھلال سے وابستہ اختلاف کے ضمن میں کافی سود مند اور فیصلہ کُن (Enlightening) ثابت ہو سکتا ہے۔

۲:۱۸۹

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ‌ؕ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ

ترجمہ:۔اے محمدؐ وہ آپ سے ھلالوں کے بارے میں پوچھتے ہیں ۔آپ فرما دیجیے، یہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت (تاریخ) معلوم کرنے کے آلات (Devices) ہیں۔

اس آیت سے متعلق عام طور پر لوگوں میں دو مشکلات یا غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

۱۔آیت میں پوچھنے والوں اور اللہ تعالیٰ دونوں ہی نے ھلال کی جمع لفظ اھلہ کیوں استعمال کیا ہے؟ جبکہ کیلنڈر میں اہمیت ماہ کی پہلی تاریخ کے ھلال کی ہوتی ہے۔اگر وہ معلوم ہو جائے تو باقی تمام تاریخوں کا تعین باآسانی کیا جا سکتا ہے۔

۲۔آیت میں مواقیت کا صاف طور پر سمجھ آنے والا مطلب کیا ہے؟

آیت میں لفظ اھلہ (ھلال کی جمع) کی وجہ اور عام مغالطہ:

اس سلسلے میں دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ اگر ہم اردو بولنے والے یعنی پاک وہند کے لوگ ایک صدی پیچھے جائیں تو ہم ہر مہینے پہلی تاریخ کا چاند دیکھا کرتے تھے یا دیکھنے کی کوشش کرتے تھے اور اگر ۲۹ کا چاند نظر آتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ ھلال نظر آگیا ہے اور اگر ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہیں آتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ ھلال نظر نہیں آیا۔ اس طرح ہمارے ہاں لفظ ھلال کا مطلب پہلی تاریخ کا چاند سمجھے جانے لگا۔ لیکن یہ درست نہیں ہے، دوسری تاریخ کا چاند بھی ھلال ہے اور تیسری تاریخ کا چاند بھی ھلال ہے۔ اسی طرح مہینے کے آخری چوتھائی حصے مثلاً ۲۴ ویں، ۲۵ ویں اور ۲۶ ویں تاریخوں کا چاند بھی ھلال ہے۔ ھلال ہر اس چاند کو کہتے ہیں جو نصف سے کم ہو۔ اس طرح ہر ماہ دس سے زیادہ ھلال نمودار ہوتے ہیں۔

۲۔ دراصل درج بالا آیت کیلنڈر کا کوئی مسئلہ حل کرنے کے لئے نازل نہیں کی گئی تھی کہ چاند کے صرف پہلے ھلال کا ذکر کیا جاتا جس سے مہینہ شروع ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے نزول کہ وجہ لوگوں میں پائی جانے والی چاند سے متعلق توہم پرستی تھی۔ عرب میں بہت سے لوگ مہینے کے شروع میں دن بدن بڑھتے ہوئے ھلالوں کو سفر اور تجارت وغیرہ کے لئے اچھا شگون سمجھتے تھے، اس کے برخلاف مہینے کے آخری چوتھائی حصہ میں روزانہ گھٹتے ہوئے ھلالوں کو سفر، تجارت اور شادی وغیرہ کے لئے برا شگون سمجھا جاتا تھا۔

پرانے وقتوں میں اس طرح کے توہم عام تھے کیونکہ انسان کے پاس نہ تو اپنے اردگرد کے اشیا سے متعلق مناسب معلومات تھیں اور نہ ہی غور و فکر (Critical Thinking) کا رویہ عام تھا۔ لوگ نسل در نسل، سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی کہانیوں پر ہی یقین رکھتے تھے۔ لیکن اسلام اس رجحان کو تبدیل کر رہا تھا اور اب لوگ حقائق کو جاننا اور چیزوں کی حقیقت کے حساب سے عمل کرنا چاہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسولؐ سے بڑھتے اور گھٹتے ہوئے ھلالوں کی حقیقت دریافت کی۔ اس کے جواب میں اللہ نے بتایا کہ تمام ھلالوں کی حقیقت ایک ہی ہے اور یہ سب نظامِ فطرت میں تاریخ بتانے کے آلات (Devices) ہیں۔

یہاں پر یہ بات نوٹ کر لیجئے کہ سوال پوچھنے والوں نے اپنی پوزیشن ظاہر نہیں کی تھی کہ آیا وہ بڑھتے اور گھٹتے ھلالوں سے شگون لیتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ بڑھتے اور گھٹتے ھلالوں کے پیچھے سچائی کے متعلق سوال پوچھا تھا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تمام ھلالوں کی حقیقت ایک ہی ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کے سب تاریخ معلوم کرنے کے فطری ذرائع (Natural Dates Indicators) ہیں۔

اللہ تعالیٰ بہت حکمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سوال کا جواب نہایت حکیمانہ اور سلجھے ہوئے انداز میں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان کے ظاہری سوال کا جواب ظاہری (Express) طور پر دے دیا اور اُن کے مخفی (Implied) سوال کا جواب Implied دے دیا۔ عام طور پر جب کوئی توہم پرستی کی بات کرتا ہے تو ردِ عمل میں لوگ اُس کا کم یا زیادہ مذاق اُڑاتے ہی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دینے کا ایسا حکیمانہ انداز اختیار کیا جس سے کسی کے جذبات مجروح نہیں ہوئے۔ سوال کرنے والے اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکے تھے اور وہ ایک الجھن (Confusion) کی حقیقت جاننا چاہتے تھے۔ ایسے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ زیب نہ دیتا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بندوں کا مذاق اُڑاتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکیمانہ جواب سے کسی کو شرمندگی (Embarrassment) کا کوئی احساس دلائے بغیر اُن کا معمہ حل کر دیا۔ اللہ نے بتا دیا کہ جو لوگ بڑھتے اور گھٹتے ھلالوں سے شگون لیتے ہیں وہ غلطی پہ ہیں، جو ایسا نہیں کرتے وہ درست ہیں اور جو الجھن (Confusion) میں پڑے ہوئے ہیں وہ جان لیں کہ اِن شگونوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

یقیناً اس طرح کا سوال کرنے یا ذہن میں رکھنے والوں میں ۳ طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ایک وہ جو شگون کو مانتے ہیں، دوسرے وہ جو شگون کو نہیں مانتے اور تیسرے وہ لوگ جو غیر یقینی (Uncertain) صورتحال کا شکار ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان تینوں قسم کے لوگوں کو الگ الگ جواب دینے کے بجائے ایک ایسا مختصر جواب دیا جس سے ان تینوں قسم کے لوگوں کو جواب مل گیا، کسی کی کوئی تذلیل نہیں ہوئی یعنی کسی پر ہنسا نہیں گیا، اور بڑھتے گھٹتے ھلالوں کے پیچھے حقیقت کو بھی واضح کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ اور شائستہ طور پر جواب دینے کی صفت کا ادراک نہ رکھنے والے لوگ اس آیت کو سمجھ نہیں پاتے اور اس آیت کی عجیب و غریب تاویلات کر دیتے ہیں۔اس میں قصور اللہ تعالیٰ کے اندازِ بیان کا نہیں، ان لوگوں کے فہم کا ہے۔

ھلال سے متعلق عربوں میں موجود اس توہم پرستی کا مزید تجزیہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔کیونکہ اس آیت کا تجزیہ ہمیں رویتِ ھلال کے موجودہ اختلافات کو سمجھنے اور اُن کا حل ڈھونڈنے میں بہت مدد دے گا۔

آیت میں توہم پرستی کے مضامین کا اشارہ:

البقرہ آیت ۱۸۹ دراصل دو توہمات کا ذکر کرتی ہے۔ایک چاند سے متعلق ہے اور دوسری احرام (حج کے لیے لازمی لباس) سے متعلق ہے۔اسی آیت کے بقیہ حصے میں احرام سے وابستہ توہمات کا ذکر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ پوری آیت اُس وقت عربوں میں موجود توہم، یا عربوں میں موجود دو اہم توہمات کے ضمن میں نازل ہوئی تھی۔لہٰذا آیت میں لفظ اھلہ کو توہم سے منسلک بڑھتے گھٹتے ھلالوں کے علاوہ کسی اور معنی میں لینا درست نہیں ہے۔

تاریخ سے ثابت شدہ اھلہ کے معنی:

تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہر انسانی تہذیب نے ابتداء میں قمری کیلنڈر ہی اپنایا تھا اور اس کی بنیاد تقریباً ہر تہذیب میں مقامی رویتِ ھلال پر ہی ہوتی تھی۔اس سے استثناء (Exception) کی ایک مثال یہ ہے کہ ہندوؤں کا ایک اقلیتی گروہ پورے چاند سے مہینہ شروع کرتا تھا۔

پھر وقت کے ساتھ ساتھ اُن لوگوں مین غور و فکر اور حساب کتاب والے لوگ، ماہرین فلکیات (Astrologist)، پیدا ہو جاتے تھے۔یہ لوگ چاند کے مدارج کی درجہ بندی بھی کرتے تھے اور مختلف مدارج کے چاندوں کا نام بھی رکھتے تھے۔ان وقتوں میں ہر طرح کے لوگوں کا آپس میں سماجی طور پر ربط ہوتا تھا، اس لئے ان کے مختلف مدارج کے رکھے ہوئے نام (Nomenclature) عام لوگوں میں بھی مستعمل ہو جاتے تھے۔

اس ارتقائی عمل کے نتیجے میں زمانہِ قبلِ مسیحؑ ہی سے مصری، ہندو، یہودی، یونانی، رومن اور دوسری تمام تہذیبوں میں ھلال، یعنی دوسری زبانوں میں اس کا متبادل لفظ، اُس چاند کے لئے بولا جاتا تھا جو نصف سے کم ہو اور انسان کو نظر آئے ۔ ھلال کی یہی تعریف آج سائنس میں بھی استعمال کی

جاتی ہے یعنی چاند کی پیدائش کے بعد جب چاند پہلی دفعہ انسان کو نظر آتا ہے تو پہلا ھلال ہوتا ہے۔اس کے بعد ہر روز کا چاند ھلال ہی کہلاتا ہے جب تک کہ وہ نصف (Half Moon) نہ ہو جائے۔اس طرح مہینے کے آخری چوتھائی حصے (Last Quarter) میں نصف سے کم نظر آنے والا ہر چاند ھلال ہے، گویا ہر مہینے میں ۱۰ سے زیادہ ھلال (اھلہ) نمودار ہوتے ہیں۔

درجِ بالا آیت میں اللہ تعالٰی کا بیان "اھلہ تاریخ ظاہر کرنے کے آلات ہیں" صریح طور پر کیلنڈر کے ضمن (Context) میں ہے۔جب موضوع کیلنڈر کا ہے تو لازمی طور لفظ اھلہ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جو کیلنڈر کے سیاق وسباق میں استعمال ہوتا ہے۔اور کیلنڈر کے سیاق وسباق میں اھلہ (Crescents) اُن تمام چاندوں کو کہتے ہیں جو پہلے اور آخری چوتھائی ماہ (Quarter) میں نصف سے کم ہوتے ہیں اور انسان کو نظر آتے ہیں۔

دوسرے زاویے سے دیکھیں تو کیا یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ علیم وحکیم خدا کو لفظوں کا استعمال نہیں آتا (نعوذ باللہ)۔اس نے ایک ایسے لفظ کو جو ایک معنی میں تقریباً ۱۰ صدیوں سے دنیا میں استعمال ہو رہا تھا، ایک مختلف معنی میں استعمال کیا، اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی، اور اس طرح قیامت تک کے لئے انسانوں کو مغالطے (Confusion) میں ڈال دیا (نعوذ باللہ)۔کیا یہ مبین بیان کا طریقہ ہے جس کا دعوٰی اللہ تعالٰی نے قرآن میں بار بار کیا ہے؟ یا پھر آج کے روشن خیال دانشور قرآن سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے؟

توہم پرستی کے معاملے سے رویتِ ھلال پر روشنی:

یہ ایک عام عقل (Common Sense) کی بات ہے کہ توہم پرستی ان ہی چیزوں سے متعلق (Related) ہوتی ہے جن کا عام لوگ مقامی طور پر بغیر کسی آلے کے مشاہدہ کرتے ہیں۔لہٰذا ھلال سے متعلق عرب میں توہم پرستی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ھلال عام لوگ اپنے علاقے میں برہنہ آنکھ (Naked Eye) سے دیکھتے تھے، چونکہ درجِ بالا آیت ھلالوں کی فطری دنیا (Natural World) میں حقیقت بیان کر رہی ہے اس لئے ھلالوں کی حقیقت آج بھی وہی ہے جو نزولِ قرآن کے وقت تھی، یعنی سب ھلال (اھلہ) مقامی طور پر عام لوگوں کو نظر آتے ہیں اور ان کے دیکھنے کے لئے نہ تو کسی آلہ (دوربین، CCD کیمرہ) کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی ہوائی جہاز میں بیٹھ کر بادل کے اوپر جانے کی حاجت ہوتی ہے۔

اللہ تعالٰی نے اسلامی کیلنڈر کا معیار (Criterion) یہی مقرر کیا ہے کہ اگر ۲۹ تاریخ کو مقامی طور پر عام لوگوں کو برہنہ آنکھوں (Naked Eye) سے ھلال نظر آجائے تو نیا مہینہ شروع کر دیں ورنہ ۳۰ دن مکمل کریں۔۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنے کے لئے کسی بھی اضافی (Enhanced) سائنسی ٹیکنیک کا استعمال قرآنی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ قرآن ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔یہ طریقہ نزولِ قرآن سے پہلے ہی سے عربوں میں رائج تھا۔تاریخوں کے سلسلے میں جو طریقہ عربوں میں رائج تھا درجِ بالا آیت اسی طریقہ کار کو حقیقت کے اعتبار سے درست قرار دے رہی ہے۔

آیت میں رویتِ ھلال سے متعلق علمی نکتہ:

ہم اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے جواب "سارے ھلال تاریخ ظاہر کرنے کے آلات ہیں" کی وسعتوں/طاقتوں (Strengths) کا ذکر تو اہم پرستی کے ضمن میں کر چکے ہیں۔ تو ہم پرستی سے ہٹ کر کیلنڈر کے متعلق اس آیت کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ آیت تمام ھلالوں کو تقابلی طور پر ایک جیسا قرار دیتی ہے یعنی تمام ھلالوں کی فطرت اور کام یکساں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر پہلے ھلال کی فطرت یا کام (Nature or Function) سے متعلق کوئی اختلاف پیدا ہو تو اس کی فطرت یا کام کو دوسرے ھلالوں کی فطرت یا کام سے موازنہ کر کے قطعی طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

۱۔ اگر دوسری، تیسری، چوتھی، ۲۵ویں یا ۲۶ویں تاریخ کا ھلال انسانی آنکھ کو نظر آتا ہے تو پہلی تاریخ کا ھلال بھی انسانی آنکھ کو نظر آئے گا۔ لہٰذا پہلے ھلال کے لئے صرف حسابی (Mathematical) ہونے کا دعویٰ کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو جھوٹ قرار دینے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ)۔

دوسرے زاویے سے دیکھیے: چونکہ آیت تمام ھلالوں کو ایک جیسا قرار دے رہی ہے اس لئے جو لوگ پہلی تاریخ کے ھلال کے صرف حسابی (Mathematical) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو یہ دکھانا ہوگا کہ دوسرے تمام ھلال بھی صرف حسابی ہوتے ہیں اور وہ انسانوں کے نظر نہیں آتے، ورنہ پہلا ھلال دوسرے ھلالوں سے بہت مختلف ہو جائے گا، جس کی گنجائش آیت میں موجود نہیں ہے۔

۲۔ اگر دوسری، تیسری، چوتھی، ۲۵ویں یا ۲۶ویں تاریخ کا ھلال انسان کو برہنہ آنکھ (Naked Eye) سے نظر آتا ہے تو پہلی تاریخ کا ھلال بھی برہنہ آنکھوں سے نظر آئے گا لہٰذا پہلے ھلال کو صرف دوربین سے نظر آنے والا قرار دینا کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو جھوٹ قرار دینے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ)۔

۳۔ اگر دوسری، تیسری، چوتھی، ۲۵ویں یا ۲۶ویں تاریخ کا ھلال مقامی آبادیوں میں نظر آتا ہے تو پہلی تاریخ کا ھلال بھی مقامی آبادی میں نظر آئے گا۔ لہٰذا پہلے ھلال کو عالمی رویت (Global Sighting) سے منسلک کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو جھوٹ قرار دینے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ)۔

۴۔ درجِ بالا نکتے سے مکے کے ھلال کو ساری دنیا کے لئے قرار دینا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو جھوٹ قرار دینے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ)۔

۵۔ اگر دوسری، تیسری، چوتھی، ۲۵ویں یا ۲۶ویں تاریخ کا ھلال کسی جگہ دیکھنے والے تمام لوگوں کو نظر آتا ہے تو پہلی تاریخ کا ھلال بھی ایک مقام پر موجود تمام لوگوں کو نظر آئے گا۔ تاریخ میں ایک واقعہ بھی موجود نہیں ہے جب رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں یعنی ۳۵ سال (۴۲۰ مہینے) میں کبھی بھی صرف ایک یا ۲ افراد کو چاند نظر آیا ہو اور اس جگہ موجود سینکڑوں ہزاروں افراد کو چاند نظر نہ آیا ہو۔

لہذا ان دلائل کی موجودگی میں قرآن کے مطابق برہنہ آنکھ (Naked Eye) سے مقامی رویتِ ھلال ہی مہینہ شروع کرنے کا واحد درست طریقہ ہے۔ اگلے حصے میں ہم میقات کے لفظ پر تحقیق کریں گے۔

تحقیق و تفسیر

ڈاکٹر نواب احمد